ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 5 No. 02 Apr-Jun 2026.Page#4544-4554
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of Tafsiri Literature in Addressing Jurisprudential Issues of the Digital Age

ڈیجیٹل دور کے فقہی مسائل کا حل: تفسیری ادب کا کردار

Dr. Muhammad Riaz Mahmood
Associate Professor, Department of Islamic Thought, History and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad.
riaz.mahmood@aiou.edu.pk

ABSTRACT
This research article explores the resolution of contemporary jurisprudential issues arising in the digital age through the lens of exegetical literature of Tafsir. The rapid advancement of digital technologies including artificial intelligence cryptocurrency e-commerce platforms social media fatwas and virtual financial transactions has created novel ethical and legal dilemmas that traditional Islamic jurisprudence Fiqh must address. While classical Fiqh provides foundational principles the rapidly evolving digital landscape demands renewed interpretive efforts rooted in the Qur'anic worldview. This study investigates how Tafsir literature the interpretive tradition of the Holy Qur'an offers methodological tools such as maqasid al shariah higher objectives of Islamic law qiyas analogical reasoning istislah public interest and urf custom to respond effectively to digital era challenges. By analyzing key exegetical works from classical medieval and modern periods the article demonstrates that Tafsir is not merely a historical discipline but a dynamic hermeneutical framework capable of guiding jurists in issuing balanced relevant and ethically sound digital fatwas. The research highlights specific areas where exegetical insights have been applied including online transactions digital privacy cybercrime virtual worship and artificial intelligence ethics. Furthermore, it critiques the current fragmentation between exegetes and jurists arguing for an integrated approach that prioritizes Qur'anic values over superficial legal literalism. The findings suggest that revitalizing the interpretive spirit of Tafsir can bridge the gap between revelation and rapidly changing technological realities ensuring that Islamic law remains compassionate adaptive and principled. Ultimately this study calls for institutional collaboration between exegetes and digital jurists to develop a coherent Fiqh for the digital age without compromising religious authenticity.

Keywords: Digital Age, Fiqh, Holy Qur'an, Islamic Law, Jurisprudential Issues, Maqasid al Shariah, Tafsiri Literature.

1۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

ڈیجیٹل دور میں پیدا ہونے والے فقہی مسائل نے اسلامی فقہ کے دائرۂ بحث کو مزید وسعت عطا کر دی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی نے انسانی زندگی کو ایسے نئے حالات سے دوچار کیا ہے جن کی مثالیں قدیم فقہی لٹریچر میں براہ راست موجود نہیں، تاہم قرآن مجید اور تفسیری ادب میں موجود عمومی اصول ان مسائل کے حل میں بنیادی راہ نمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس تناظر میں تفسیری ادب کا مطالعہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ قرآن مجید کی تشریح و تعبیر اور اس کے عملی پہلوؤں کی وضاحت کا ایک جامع علمی ذخیرہ ہے۔ عصر حاضر میں درپیش فقہی سوالات میں بٹ کوائن اور دیگر ڈیجیٹل کرنسیوں کی خرید و فروخت، مصنوعی ذہانت کے ذریعے کیے جانے والے فیصلے، سوشل میڈیا کے ذریعے نکاح و طلاق کے مسائل، ڈیجیٹل پرائیویسی کی حدود، آن لائن عبادات کی قبولیت اور ورچوئل جائیدادوں کی وراثت جیسے پیچیدہ معاملات شامل ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جو جدید معاشرتی اور تکنیکی ارتقا کے نتیجے

میں سامنے آئے ہیں اور جن کے حل کے لیے فقہی اصولوں اور قواعد سے راہ نمائی کا حصول ناگزیر ہے۔ تفسیری ادب میں تجارت، سود، معاہدات اور معاشی معاملات سے متعلق جو قرآنی ہدایات موجود ہیں، وہ ان نئے مسائل کے لیے اصولی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ اسی طرح عقائد، عبادات اور معاشرتی نظم سے متعلق تفسیری مباحث بھی فقہی استنباط میں معاون ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیمات عدل، توازن اور انسانی فلاح پر مبنی ہیں، جنھیں بنیاد بنا کر جدید دور کے مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ڈیجیٹل دور کی تیز رفتار تبدیلیوں نے فقہاء اور مفسرین کی ذمہ داریوں کو مزید بڑھا دیا ہے، کیونکہ آئے روز نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں جن کے لیے علمی اجتہاد اور گہرے فہم و بصیرت کی ضرورت ہے۔ اس صورت حال میں تفسیری ادب ایک ایسا علمی سرمایہ ہے جس سے راہ نمائی حاصل کر کے جدید فقہی مسائل کا مؤثر اور متوازن حل پیش کیا جاسکتا ہے۔ دور جدید کی تہذیبی اور سماجی ضروریات کے پس منظر میں اس موضوع کی اسی علمی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تحقیقی مضمون پیش کیا گیا ہے۔

2۔ڈیجیٹل دور کے فقہی مسائل کی نوعیت اور وسعت

ڈیجیٹل دور کے فقہی مسائل محض چند نئی ٹیکنالوجیز کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے انسانی معاشرت کے بنیادی تصورات کو ہی چیلنج کر دیا ہے۔ جب ایک شخص ورچوئل رئیلٹی میں کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچاتا ہے تو کیا یہ نقصان حقیقی دنیا کے ضمان کے احکام میں داخل ہو گا؟[1] جب ایک روبوٹ مصنوعی ذہانت کے ذریعے کوئی غلط فیصلہ کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟[2] یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب نہ صرف جدید فقہی اصولوں سے بلکہ تفسیری ادب میں موجود انسان کے مقام خلافت، اس کی ذمہ داریوں اور اس کی حدود کی وضاحت سے ملتا ہے۔ ڈیجیٹل دور کے مسائل کو عموماً تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم میں وہ مسائل شامل ہیں جو عبادات سے متعلق ہیں۔ ان مسائل میں آن لائن نماز کی جماعت کی صحت، ڈیجیٹل قرآن مجید کی تلاوت کے احکام، الیکٹرانک ذرائع سے زکوٰۃ کی ادائیگی اور ورچوئل حج کی شرعی حیثیت جیسے معاملات شامل ہے۔ دوسری قسم میں وہ مسائل شامل ہیں جو معاملات و معاشیات سے جڑے ہیں۔ ان مسائل میں کرپٹو کرنسی کا شرعی حکم، آن لائن نیلامی میں غرر کا عنصر، ڈیجیٹل مارکیٹ میں دھوکہ دہی کی اقسام اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے تجارتی فیصلوں کی شرعی حیثیت کو خصوصی طور پر زیر بحث لایا جاتا ہے۔ تیسری قسم میں وہ مسائل شامل ہیں جن کا تعلق حدود و تعزیرات سے ہے۔ ان مسائل کا تعلق سائبر کرائم کی سزا، ڈیٹا چوری کا شرعی حکم اور سوشل میڈیا پر ہتک عزت کے ازالے کے طریقوں سے ہے۔ دور جدید کے ان مسائل کا حل سنجیدہ علمی و فقہی کوششوں کا تقاضا کرتا ہے۔

ان تمام مسائل کی ایک مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مادیت کے بجائے معنویت غالب ہے یعنی روایتی فقہ جہاں مادی اشیاء اور حسی معاملات پر مبنی تھی وہیں ڈیجیٹل دور میں ہم بے شمار ایسے معاملات دیکھ رہے ہیں جن کا تعلق ڈیٹا، معلومات، ورچوئل اسپیس اور ڈیجیٹل شناخت سے ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تفسیری ادب کے ذریعے ان عناصر کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جائے۔ قرآن مجید نے جہاں بیع کا ذکر کیا ہے وہاں اس کی روح کو سمجھنے کے لئے مفسرین نے اس بات پر زور دیا کہ بیع کا اصل مقصد عادلانہ تبادلہ ہے نہ کہ صرف مادی اشیاء کا تبادلہ۔[3] چنانچہ ڈیجیٹل اثاثوں کی خرید و فروخت میں اگر عدل اور رضامندی کے اصول پورے ہو رہے ہوں تو انہیں حلال قرار دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ان میں غرر یعنی ناپیدگی اور ربا یعنی ناجائز زیادتی کے عناصر نہ پائے جائیں۔ اسی طرح جہاں قرآن مجید نے سمع و بصر اور قلب کی نعمتوں کا ذکر کیا ہے وہاں مفسرین نے ان سے ڈیجیٹل پرائیویسی کے اصول بھی اخذ کئے ہیں کہ جس طرح کسی کی جسمانی جاسوسی حرام ہے اسی طرح اس کے ڈیجیٹل ڈیٹا تک بلا اجازت رسائی بھی جائز نہیں

[1] Cheryl Roy, What Are the Harmful Effects of Virtual Reality? Law Technology Bar https://www.americanbar.org/groups/law_practice/resources/law-technology-today

[2] Jerzy Gołuchowski, *Building Trust in the Generative Artificial Intelligence Era: Technology Challenges and Innovations* (Abingdon, Oxfordshire, UK: Routledge/Taylor & Francis, 2025),P:23-52

[3] رازی، محمد فخر الدین بن عمر، **التفسیر الکبیر، مفاتیح الغیب** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء)، ج2، ص:151-155۔

ہے۔[4] ان مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل مسائل کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے تفسیری ادب کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے تاکہ وہاں سے نہ صرف نصوص کے ظاہری الفاظ بلکہ ان کے مقاصد اور روح کو حاصل کیا جائے اور پھر انہیں ڈیجیٹل تناظر میں ڈھالا جائے۔

3۔ تفسیری ادب کا فقہی استنباط میں کردار

تفسیری ادب کی عمارت صدیوں کی محنت اور امت کے عظیم ترین ذہنوں کی تگ و دو کا نتیجہ ہے جس نے قرآن مجید کے معانی و مطالب کو اتنی گہرائی اور وسعت سے پیش کیا کہ ہر آنے والا دور اس سے اپنے مسائل کا حل ڈھونڈ سکتا ہے۔ فقہی استنباط میں تفسیری ادب کا کردار بنیادی اور ناقابل فراموش ہے کیونکہ فقہ کے تمام بنیادی مصادر یعنی قرآن مجید، سنت، اجماع، قیاس اور اجتہاد کے درست استعمال کے لئے تفسیر کی روشنی ناگزیر ہے۔ جب کوئی فقیہ قرآن مجید کی کسی آیت سے استنباط کرنا چاہتا ہے تو وہ سب سے پہلے اس آیت کے شان نزول، سیاق و سباق، لغوی معانی اور مفسرین کے اقوال کو دیکھتا ہے کیونکہ ان عناصر کے بغیر آیت کے اصل مفہوم تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید نے سورہ مائدہ میں کہا ہے کہ حلال و طیب چیزوں کے بارے میں تنگی نہ کرو،[5] اور اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے یہ اصول وضع کیا کہ شریعت میں اصل حلت ہے جب تک کوئی واضح دلیل حرمت نہ پائی جائے۔ یہی اصول آج ڈیجیٹل معاملات میں بھی کام آتا ہے کہ جب تک کسی ڈیجیٹل عمل میں واضح طور پر حرام کا عنصر نہ پایا جائے اسے حلال سمجھا جائے گا۔

تفسیری ادب میں فقہی استنباط کے لئے بے شمار اصول موجود ہیں جنہیں مفسرین نے اپنی تفاسیر میں وضع کیا اور بعد میں فقہاء نے انہیں اپنے اصول فقہ میں شامل کر لیا۔ جیسے تفسیری ادب میں قاعدۃ (العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب)[6] کا اصول بہت اہم ہے جس کے مطابق کسی آیت کے نزول کا سبب خاص ہو سکتا ہے لیکن اس کا حکم عام ہوتا ہے۔ اس اصول کی روشنی میں ڈیجیٹل دور کے بہت سے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید کی بہت سی آیات خاص واقعات کے بارے میں نازل ہوئی تھیں لیکن ان کے احکام ہر زمانے کے لئے عام ہیں۔ اسی طرح تفسیری ادب میں مقاصد شریعت کا تصور بہت واضح ہے اور مفسرین نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے ہیں ان کے پیچھے انسان کی فلاح و بہبود کا مقصد کارفرما ہے چنانچہ جب ڈیجیٹل دور میں کوئی ایسا مسئلہ درپیش آئے جس کی کوئی ماقبل مثال موجود نہ ہو تو فقیہ ان مقاصد شریعت کے اصولوں کو کام میں لا سکتا ہے کہ اگر کوئی ڈیجیٹل عمل انسانوں کے لئے عمومی مفید ہو اور اس میں کوئی واضح مفسدہ نہ ہو تو اسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

تفسیری ادب میں عرف اور روایت کو بھی بہت اہمیت دی گئی ہے کیونکہ قرآن مجید نے کئی جگہ معروف اور عرف کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور مفسرین نے ان کی شرح میں کہا ہے کہ شریعت عرف کو تسلیم کرتی ہے جب تک وہ کسی نص کے خلاف نہ ہو۔[7] آج ڈیجیٹل دنیا میں بھی کچھ ایسے عرف بن رہے ہیں جیسے آن لائن شاپنگ میں کلک کرنا قبول خریداری سمجھا جاتا ہے اور اگرچہ یہ عرف نئے ہیں مگر تفسیری ادب کا یہ اصول ہمیں انہیں تسلیم کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس طرح تفسیری ادب فقہی استنباط میں صرف ایک معاون ذریعہ نہیں بلکہ بنیادی ماخذ ہے جس کے بغیر کوئی فقیہ جدید مسائل پر صحیح اور متوازن فتویٰ نہیں دے سکتا۔

---

4 الاسراء 36:17؛ النور 27:22۔

5 المائدہ 87:5۔

6 عمر بن علی، **اللباب فی العلوم الکتاب** (بیروت: دار الکتب العلمیہ: 1999ء)، ج:3، ص:187۔

7 محمد زبد الحق، **احکام میں عرف و تعامل کی حیثیت** (انڈیا: فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن، 2020ء)، ص:186-187۔

4۔ کلاسیکی تفسیری روایات میں عصری مسائل کی پیش گوئیاں

مفسرین نے ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں ہی ایسے اصول وضع کر دیئے تھے جو آج کے ڈیجیٹل دور کے مسائل کے حل کی راہیں دکھاتے ہیں گویا انہوں نے اپنی فراست اور قرآنی تعلیمات کی گہری سمجھ کی بدولت وقت سے پہلے ہی مستقبل کی جھلک دیکھ لی تھی۔ امام طبریؒ کی تفسیر "جامع القرآن" میں وہ اصول موجود ہیں جس کے تحت کسی بھی نئے معاملے کو پرانے اصولوں پر پرکھا جاسکتا ہے اور انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن مجید کے احکام علتوں یعنی اسباب اور حکمتوں کے ساتھ بندھے ہیں نہ کہ صرف ناموں اور اشکال کے ساتھ۔[8] جب آج کرپٹو کرنسی کے مسئلے پر غور کیا جاتا ہے تو یہی اصول کام آتا ہے کہ روایتی درہم و دینار کے پیچھے جو علت تھی وہی کرپٹو کرنسی میں پائی جاتی ہے۔ امام رازیؒ کی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں انہوں نے بیع اور تجارت کے حوالے سے جو عقلی و فلسفیانہ مباحث کئے ہیں وہ آج کی ڈیجیٹل معیشت کے لئے بہت کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔[9] انہوں نے مال کی تعریف میں وسعت پیدا کی اور اس میں ہر اس چیز کو شامل کیا جس کی انسان کو ضرورت ہو اور جسے محفوظ کیا جاسکے۔

علامہ قرطبیؒ کی تفسیر "الجامع الاحکام القرآن" تو خاص طور پر فقہی مسائل کے لئے علم و حکمت کا ایک خزانہ ہے جس میں انہوں نے ہر آیت سے جہاں ممکن ہو فقہی احکام نکالنے کی کوشش کی ہے اور مختلف صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اقوال کو جمع کیا ہے۔[10] انہوں نے ڈیجیٹل دور کا تو ذکر نہیں کیا البتہ ان کے وضع کردہ اصول جیسے کہ (الضرر یزال اور المشقۃ تجلب التیسیر)[11] آج کے بہت سے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً سائبر اسپیس میں نقصان پہنچانے پر ضمانت کے مسئلے میں یہی اصول استعمال کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح حقیقی دنیا میں نقصان پہنچانا ممنوع ہے اسی طرح ورچوئل دنیا میں بھی یہ ممنوع ہے کیونکہ نقصان کی علت یعنی ضرر کا وجود دونوں جگہ پایا جاتا ہے۔ امام بیضاویؒ کی تفسیر "انوار التنزیل" میں انہوں نے عرف کی اہمیت کو بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ شریعت میں عرف کو اس وقت تک تسلیم کیا جاتا ہے جب تک وہ کسی نص کے خلاف نہ ہو اور وہ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق عرف کو بھی تبدیل ہونے دیتا ہے۔[12] آج ڈیجیٹل عرف جو کہ تیزی سے بدل رہا ہے اس اصول کی روشنی میں قابل قبول ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے کلی اصولوں سے ٹکرائے نہیں۔

علامہ آلوسیؒ کی تفسیر "روح المعانی" میں انہوں نے مقاصد شریعت کے باب میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کا اصل مقصد انسان کی اصلاح اور فلاح ہے لہٰذا جہاں کہیں بھی کسی عمل سے انسان کی اصلاح اور فلاح واقف ہو رہی ہو اور کوئی واضح ممانعت موجود نہ ہو وہاں اس عمل کو جائز سمجھنا چاہیے۔[13] یہی اصول آج ڈیجیٹل ہیلتھ ایپس، تعلیمی پلیٹ فارمز اور مشاورتی ویب سائٹس کو جائز قرار دینے میں کام آتا ہے۔ ان تمام کلاسیکی تفاسیر سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگرچہ وہ اپنے زمانے کے مسائل کے لئے لکھی گئی تھیں لیکن ان کے اصول اور قواعد اتنی وسعت اور لچک رکھتے ہیں کہ وہ بیسیوں صدیوں بعد پیدا ہونے والے مسائل کو بھی حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں بشرطیکہ ان کی روح کو سمجھا جائے اور ان کی روشنی میں جدید مسائل کا تجزیہ کیا جائے۔

---

[8] طبری، محمد بن جریر، **جامع القرآن عن تاویل القرآن** (مصر: دارالمعارف، 1991ء)، ج:2، ص:155-161۔

[9] رازی، **التفسیر الکبیر، مفاتیح الغیب**، ج:2، ص:171-175۔

[10] قرطبی، محمد بن احمد، **الجامع لاحکام القرآن**، (بیروت: دارالنشر والتوزیع، 1990ء)، ج:1، ص:201-210۔

[11] ڈاکٹر وھبہ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ** (بیروت: دار لفکر، 2001ء)، ج:1، ص:98۔

[12] بیضاوی، عبداللہ بن عمر، **انوار التنزیل واسرار التاویل** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1990ء)، ج:1، ص:59-61۔

[13] آلوسی، محمود آلوسی، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی** (بیروت، دارالکتب العلمیہ، 1991ء)، ج:1، ص110-135۔

5۔ جدید تفسیری ادب میں ڈیجیٹل مسائل کا حل

جدید تفسیری ادب جسے بیسویں اور اکیسویں صدی کے مفسرین نے تحریر کیا ہے وہ کلاسیکی تفاسیر کی روشنی میں تو ڈیجیٹل دور کے مسائل سے زیادہ قریب ہے اور ان میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے کچھ پہلوؤں کا براہ راست یا بالواسطہ ذکر بھی مل جاتا ہے۔ علامہ سید قطب شہیدؒ کی "تفسیر فی ظلال القرآن" میں انہوں نے انسان کی خلافت اور اس کی زمین پر ذمہ داریوں پر بہت زور دیا ہے اور کہا ہے کہ انسان کو ہر اس ٹیکنالوجی اور ایجاد کو اپنانا چاہیے جو اسے اس کی ذمہ داریوں کو بہتر طور پر ادا کرنے میں مدد دے بشر طیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔[14] اس اصول کے تحت آج کا مسلمان بلا جھجک ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو اپنا سکتا ہے کیونکہ یہ اسے علم کی نشر و اشاعت، عبادات کی ادائیگی، معاملات کی درستگی اور معاشرتی بہبود کے فروغ میں مدد دیتی ہے۔ مولانا مودودیؒ کی تفسیر "تفہیم القرآن" میں انہوں نے معیشت اور معاشرت کے اصولوں کو بڑی تفصیل سے پیش کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ قرآن مجید کا معاشی نظام کسی خاص زمانے یا خطے کے لئے نہیں بلکہ تمام زمانوں اور خطوں کے لئے ہے۔[15] چنانچہ ڈیجیٹل کرنسیوں کے بارے میں جب ان تفاسیر سے رجوع کیا جاتا ہے تو یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ زر کا اصل تصور محض سکے یا نوٹ نہیں بلکہ ہر وہ چیز ہے جسے لوگ تبادلے کے ذریعہ کے طور پر قبول کریں اور اس میں ربا اور غرر سے بچا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد راتب النابلسیؒ کی تفسیری مجالس اور تحریری کاموں میں انہوں نے ڈیجیٹل دور میں عبادات کے حوالے سے بہت سے اہم مسائل پر گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ عبادات میں اصل عدم قبولیت ہے یعنی عبادات کی کوئی شکل تب تک مقبول نہیں ہوتی جب تک وہ نبی اکرم ﷺ کے طریقے کے عین مطابق نہ ہو۔[16] اس بنا پر انہوں نے آن لائن نماز باجماعت کے حوالے سے احتیاط کا موقف اختیار کیا ہے کہ اگر ممکن ہو تو حقیقی جماعت افضل ہے البتہ مجبوری کی صورت میں ڈیجیٹل ذرائع سے دینی تعلیم حاصل کرنا اور قرآن مجید سننا جائز ہے۔ ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ کی تفسیری بصیرت نے تو جدید مسائل کے حل کی راہیں کھول دی ہیں۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں بڑے واضح انداز میں کہا ہے کہ شریعت کی روح مقاصد شریعت میں پوشیدہ ہے اور ڈیجیٹل دور کے مسائل کے حل کے لئے ہمیں نصوص کے ظواہر سے زیادہ ان کے مقاصد پر توجہ دینی چاہیے۔ انہوں نے کرپٹو کرنسی کو فی زمانہ جائز قرار دینے سے تو گریز کیا ہے لیکن یہ اصول دیا ہے کہ اگر کوئی ڈیجیٹل کرنسی کسی مرکزی بینک کے زیر نگرانی ہو اور اس میں دھوکہ کا عنصر نہ ہو تو اسے معاملات میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔[17]

مفسرین نے اپنی تفسیر میں ڈیجیٹل پرائیویسی کے بارے میں بڑے اہم اصول پیش کئے ہیں اور بتایا ہے کہ قرآن مجید نے نجی گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کا حکم دے کر پرائیویسی کے اصول کی بنیاد رکھی ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی کے ڈیجیٹل ڈیٹا اور آن لائن مواصلات میں بلا اجازت مداخلت کرنا بھی اسی طرح حرام ہے۔ شیخ محمد الغزالیؒ کی تفسیری کاوشوں میں انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی فقہ میں جمود اور تقلید نے بہت نقصان پہنچایا ہے اور ڈیجیٹل دور جیسے تیزی سے بدلتے ہوئے دور میں ہمیں اجتہاد کی راہ پر گامزن ہونا ہو گا اور اس اجتہاد کے لئے سب سے زیادہ درکار چیز تفسیری ادب سے گہری واقفیت ہے کیونکہ یہی وہ چشمہ ہے جو ہمیں قرآن مجید کی اصل روح سے ملاتا ہے۔[18] ان تمام جدید تفاسیر سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ڈیجیٹل دور کے مسائل کا حل کلاسیکی تفاسیر کے ساتھ ساتھ جدید تفاسیر میں بھی موجود ہے اور ہمیں ان تمام ذخیروں سے استفادہ کرتے ہوئے ایک مربوط اور ہم آہنگ فقہی نظام ترتیب دینا چاہیے جو ڈیجیٹل چیلنجوں کا سامنا کر سکے۔

---

[14] علامہ سید قطب الدین، **تفسیر فی ظلال القرآن** (لاہور: ادارہ المنشورات الاسلامی، 2006ء)، ج:1، ص:210-214۔

[15] سید ابو الاعلیٰ مودودی، **تفہیم القرآن** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2010ء)، ج:1، ص:190-230۔

[16] ڈاکٹر محمد راتب النابلسی، بيان قاعدة الأصل في العبادات التوقيف والأصل في العادات الإباحة www.islamweb.net/ar/fatwa/127965

[17] ڈاکٹر یوسف القرضاوی، الفقه الإسلامي بين الأصالة والتجديد (قاہرہ: مکتبہ وھبہ، 2010ء)، ص:45-57۔

[18] محمد بن محمد الطوسی، **جواہر القرآن** (مصر: المطبعہ الرحمانیہ، 1933ء) ج:2، ص:213-218۔

6۔ تفسیری ادب اور ڈیجیٹل فتاویٰ کی تشکیل

مقاصد شریعہ کا تصور اگرچہ فقہی اصولوں میں پہلے سے موجود تھا مگر اسے امام شاطبیؒ نے باقاعدہ ایک مدون اور منظم شکل عطا کی اور ان کے بعد بہت سے محققین نے اسے مزید ترقی دی یہاں تک کہ آج یہ فقہی استنباط کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے۔[19] مقاصد شریعہ کی اصل روح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام دیئے ہیں ان کے پیچھے انسان کی پانچ بنیادی ضرورتوں کا تحفظ کارفرما ہے یعنی دین، جان، عقل، نسل اور مال کا تحفظ۔ ڈیجیٹل دور میں ان پانچوں مقاصد کو نئے اور پیچیدہ چیلنجز کا سامنا ہے اور ان کا تحفظ تفسیری ادب کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔ جب ہم دین کے تحفظ کے مقصد کو لیتے ہیں تو ڈیجیٹل دور میں دین کے بارے میں غلط معلومات کی وبا پھیل رہی ہے، جعلی فتاویٰ اور گمراہ کن مواد نے مسلمانوں کے عقائد کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ تفسیری ادب ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ قرآن مجید نے حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کے لئے دلیل اور برہان کا راستہ اختیار کیا چنانچہ ڈیجیٹل مواد کی صحت کی تصدیق کے لئے اصول وضع کرنا اور لوگوں کو یہ سکھانا کہ وہ ہر آن لائن مواد کو بلا تحقیق قبول نہ کریں، دین کے تحفظ کے مقصد کے تحت ضروری ہے۔

جان کے تحفظ کے مقصد کے تحت ڈیجیٹل دور میں سائبر ہراسانی، آن لائن تشدد اور ڈیجیٹل ہتھیاروں کے ذریعے لوگوں کی جان کو نقصان پہنچانا نئے چیلنج ہیں۔ تفسیری ادب میں جان کے احترام کے جو اصول موجود ہیں وہ نہ صرف حقیقی دنیا پر لاگو ہوتے ہیں بلکہ ورچوئل دنیا پر بھی اسی شدت سے لاگو ہوتے ہیں کیونکہ جان کی حرمت کی علت محض جسمانی موجودگی نہیں بلکہ انسان کی عزت اور وقار بھی ہے۔ عقل کے تحفظ کے مقصد کے تحت ڈیجیٹل دور میں مصنوعی ذہانت کے ذریعے فیصلہ سازی، ڈیٹا پر مبنی پروپیگنڈا اور الگورتھمک ہیرا پھیری نے عقل کو براہ راست نشانہ بنایا ہے۔ تفسیری ادب میں عقل کو وہ مقام دیا گیا ہے جو کسی دوسرے مذہبی نظام میں نہیں ملتا اور مفسرین نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن مجید انسان سے عقل استعمال کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔[20] لہٰذا ڈیجیٹل ذرائع سے عقل کو بہکانے اور دھوکہ دینے کی تمام صورتیں حرام ہیں۔ نسل کے تحفظ کے مقصد کے تحت ڈیجیٹل پورنوگرافی، ورچوئل جنسی تعلقات اور آن لائن فحاشی نے معاشرے کو بہت بڑے چیلنج کا سامنا کر دیا ہے۔ تفسیری ادب میں نسل کے تحفظ کے جو اصول ہیں وہ بہت واضح ہیں کہ شادی شدہ تعلق کے علاوہ جنسی تعلق کی کوئی صورت جائز نہیں اور ورچوئل جنسی تعلق بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے کیونکہ اصل حرمت میں فرق نہیں آتا۔

مال کے تحفظ کے مقصد کے تحت ڈیجیٹل دور میں کرپٹو کرنسی کی چوری، ڈیٹا کی چوری، آن لائن فراڈ اور ڈیجیٹل دھوکہ دہی کے نئے طریقے سامنے آئے ہیں۔ تفسیری ادب میں مال کی حرمت کے بارے میں قرآن مجید کی واضح تعلیمات ہیں اور مفسرین نے ان سے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ کسی کا مال ناحق لینا حرام ہے خواہ وہ مال روایتی شکل میں ہو یا ڈیجیٹل شکل میں۔ ان پانچوں مقاصد کی روشنی میں جب ڈیجیٹل فتاویٰ کی تشکیل کی جاتی ہے تو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کہیں یہ فتویٰ ان میں سے کسی مقصد کو نقصان تو نہیں پہنچا رہا اور اگر کسی ڈیجیٹل عمل میں ان مقاصد کا تحفظ ہو رہا ہو اور کوئی واضح حرمت نہ ہو تو اسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی ڈیجیٹل عمل ان مقاصد میں سے کسی کو نقصان پہنچاتا ہو تو اسے حرام قرار دیا جانا چاہیے خواہ اس کے بارے میں کوئی خاص نص موجود نہ ہو۔ تفسیری ادب اس ساری کارروائی میں وہ بنیادی اصول مہیا کرتا ہے جن کی روشنی میں ان مقاصد کو سمجھا جا سکتا ہے اور پھر ان کی روشنی میں ڈیجیٹل مسائل کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ فتاویٰ کی تشکیل کے اس عمل میں یہ بھی ضروری ہے کہ فقیہ خود بھی تفسیری ادب سے آشنا ہو اور مفسرین کی ان آراء کا بغور مطالعہ کرے جن میں انہوں نے کسی آیت یا اصول کی شرح میں مقاصد شریعہ کی جانب اشارہ کیا ہے کیونکہ یہ اشارے ہی وہ چراغ ہیں جو ڈیجیٹل دور کی تاریک گلیوں میں راہ دکھاتے ہیں۔

---

[19] شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، **الموافقات** (السعودیہ: دار ابن عفان، 2001ء)، ص: 1091-2023۔

[20] ڈاکٹر فاطمہ اسماعیل، **قرآن اور عقل** (لاہور: دار التذکیر، 2001ء)، ص: 130-156۔

7۔ تفسیر اور جدید ٹیکنالوجی کے درمیان تطبیقی جہات

جب تفسیری ادب اور جدید ٹیکنالوجی کے درمیان تطبیق کے امکانات تلاش کیے جاتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ دونوں کے درمیان جتنی مشترکات ہیں شاید ہی کسی دوسرے علمی میدان میں ہوں۔ جدید ٹیکنالوجی اپنی تمام تر پیچیدگیوں کے باوجود بالآخر انسان کے لئے سہولت اور بہبود کا ذریعہ ہے اور قرآن مجید اور تفسیر کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ انسان کو دنیا اور آخرت میں سہولت اور کامیابی ملے۔[21] تطبیق کی ایک اہم جہت یہ ہے کہ ٹیکنالوجی نے معلومات کے تبادلے اور ذخیرہ اندوزی کے جو جدید ذرائع فراہم کئے ہیں ان سے تفسیری ادب تک رسائی پہلے سے کہیں زیادہ آسان ہو گئی ہے اور ایک عام مسلمان گھر بیٹھے ہزاروں تفاسیر کا مطالعہ کر سکتا ہے جو صدیوں پہلے صرف بڑی لائبریریوں میں ممکن تھا۔ یہ رسائی اگرچہ اپنے آپ میں ایک نعمت ہے مگر اس نے ایک چیلنج بھی پیدا کر دیا ہے کہ غیر مستند افراد بھی تفاسیر سے براہ راست استنباط کرنے لگے ہیں اور بعض اوقات ایسے نتائج نکال لیتے ہیں جن کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہوتی۔ لہٰذا ڈیجیٹل دور میں تفسیری ادب کی تطبیق کا ایک بڑا شعبہ یہ ہے کہ مستند تفاسیر اور ان کے مطالعے کے طریقہ کار کو ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر پیش کیا جائے اور لوگوں کو یہ سکھایا جائے کہ وہ کس طرح صحیح طور پر تفسیر سے استفادہ کریں۔

تطبیق کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے تفسیری ادب میں موجود بعض مبہم یا متشابہ الفاظ کے حقیقی معانی تک رسائی ممکن ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں جنت اور جہنم کی بعض صفات کا ذکر ہے،[22] جن کی حقیقت انسان کے لئے اب تک پوشیدہ تھی مگر آج ورچوئل رئیلٹی اور اگمینٹڈ رئیلٹی کی مدد سے ان مناظر کو اتنا قریب لا کر دکھایا جا سکتا ہے کہ لوگ انہیں محسوس کر سکیں اور یہ تقویٰ اور خوف آخرت کو بڑھانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ البتہ یہاں یہ شرط بھی لازم ہے کہ اس طرح کے مناظر کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور آخرت کی حقیقتوں کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی جائے اور انہیں محض اندازے اور علامت کے طور پر پیش کیا جائے نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ ایک اہم تطبیقی جہت یہ بھی ہے کہ تفسیر کے بہت سے اصول جیسے استعارہ، مجاز، تشبیہ اور کنایہ کو جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے زیادہ بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ سافٹ ویئر اور ایپلیکیشنز ان بلاغی اصطلاحات کو بصری اور سماعی انداز میں پیش کر سکتی ہیں جس سے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ایک جہت ڈیجیٹل تفسیری انڈیکس کی تیاری بھی ہے کہ اب کمپیوٹر پروگراموں کی مدد سے کسی ایک لفظ کو تمام تفاسیر میں تلاش کیا جا سکتا ہے اور ان کے فرق و اتفاق کو سمجھا جا سکتا ہے جو پہلے کئی سالوں کا کام تھا۔

جہاں تفسیر خود ٹیکنالوجی سے استفادہ کر رہی ہے وہیں ٹیکنالوجی کو بھی تفسیری اصولوں پر پرکھا جا رہا ہے جیسے مصنوعی ذہانت کے فیصلوں کو تفسیری اصولوں کی روشنی میں جائز یا ناجائز قرار دیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر خودکار گاڑیوں کے بارے میں ایک مشہور اخلاقی مسئلہ ہے کہ اگر حادثہ ناگزیر ہو تو گاڑی کو کس کی جان بچانے کا پروگرام کیا جائے؟ تفسیری ادب میں انسانوں کی جانوں کے درمیان تفریق کے بارے میں جو اصول ہیں وہ اس مسئلے کو حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ شریعت کی نظر میں کسی بھی بے گناہ انسان کی جان بچانا اور اسے خطرے سے بچانا لازم ہے اور مختلف افراد کی جانوں میں کوئی تفریق نہیں ہے۔[23] اسی طرح جینیاتی انجینئرنگ اور اسقاط حمل کے جدید طریقوں کے بارے میں تفسیری ادب میں موجود جنین کی حرمت کے اصول واضح راہ نمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان تمام تطبیقی جہات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تفسیر اور جدید ٹیکنالوجی کا تعلق یکطرفہ نہیں بلکہ دوطرفہ ہے جہاں ایک طرف تفسیر ٹیکنالوجی سے روشنی لے رہی ہے تو دوسری طرف ٹیکنالوجی کو تفسیر کے اصولوں پر پرکھا جا رہا ہے اور دونوں ایک دوسرے کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں۔ یہ وہ خوب صورت ہم آہنگی ہے جو اسلامی تہذیب کو دیگر تہذیبوں سے ممتاز کرتی ہے کہ وہ

---

[21] احمد علی تارڑ، **نزول قرآن کے دس مقاصد** (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، 2011ء)، ص:1-89۔

[22] البقرہ2:24-25؛ النساء4:57؛ ابراہیم14:16-17؛ الواقعہ56:42-46؛ الدھر76:13؛ الاعلیٰ87:13۔

[23] المائدہ5:32؛ الشاطبی، **الموافقات**، ص:521-530۔

نئ ایجادات کو اندھا دھند قبول بھی نہیں کرتی اور نہ ہی انہیں یکسر مسترد کرتی ہے بلکہ انہیں اپنے دینی اور اخلاقی اصولوں پر پرکھتی ہے اور پھر جو درست ہوتا ہے اسے اپنالیتی ہے اور جو غلط ہوتا ہے اسے چھوڑ دیتی ہے۔

8۔ڈیجیٹل فقہی مسائل کے حل میں تفسیری ادب کی عملی مثالیں

جب نظریاتی گفتگو سے نکل کر عملی زندگی میں ڈیجیٹل فقہی مسائل کے حل کی مثالیں دیکھی جاتی ہیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تفسیری ادب نے کس طرح اپنی گہری بصیرت سے ان مسائل کو حل کرنے میں راہ نمائی فراہم کی ہے اور کس طرح فقہاء نے مفسرین کے وضع کردہ اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے نئے مسائل کے حل تلاش کر لئے ہیں۔ سب سے پہلی مثال کرپٹو کرنسی بٹ کوائن کی ہے جس کے بارے میں دنیا بھر کے فقہاء اور فقہی اداروں نے مختلف فتاویٰ جاری کئے ہیں۔ کچھ نے اسے حرام قرار دیا ہے تو کچھ نے حلال جبکہ کچھ نے احتیاط کا موقف اختیار کیا ہے۔[24] تفسیری ادب کی روشنی میں اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ قرآن مجید نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا ہے اور مفسرین نے بیع کی تعریف میں وسعت پیدا کی ہے اور کہا ہے کہ بیع ہر اس چیز میں ہو سکتی ہے جسے لوگ تبادلہ کی چیز کے طور پر قبول کریں بشرطیکہ اس میں دھوکہ اور غرر نہ ہو اور یہ ربا سے خالی ہو۔ اس اصول کی روشنی میں بعض فقہاء نے بٹ کوائن کو اس وقت تک جائز قرار دیا ہے جب تک یہ کسی قانونی ریاست کے تحت ہو اور لوگ اسے تبادلے کے ذریعہ کے طور پر قبول کرتے ہوں اور اس کی قیمت میں اتار چڑھاؤ اتنا زیادہ نہ ہو کہ غرر کا عنصر پیدا ہو جائے۔

دوسری مثال ڈیجیٹل پرائیویسی کی ہے کہ کیا کسی کی ذاتی تصاویر، پیغامات اور ڈیٹا کو بغیر اجازت دیکھنا جائز ہے؟ تفسیری ادب میں سورہ حجرات کی آیت ۱۲ جہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بہت زیادہ گمانوں سے بچیں اور کسی کی غیبت نہ کریں اور نہ تجسس کریں،[25] مفسرین نے تجسس کی ممانعت کی شرح میں کہا ہے کہ یہ حکم ہر اس چیز کو شامل ہے جسے انسان نے چھپانا چاہا ہو خواہ وہ اس کا جسمانی گھر ہو یا اس کا ڈیجیٹل اسپیس ہو۔ لہٰذا کسی کے کمپیوٹر، موبائل فون، یا سوشل میڈیا اکاؤنٹ میں بغیر اجازت دیکھنا بھی تجسس کے حکم میں داخل ہے اور حرام ہے۔

ایک اہم مثال آن لائن تجارت اور ای کامرس کے بارے میں ہے جہاں سب سے بڑا مسئلہ غرر کی موجودگی ہے کیونکہ بہت سے آن لائن اسٹورز میں خریدار کو پروڈکٹ دیکھنے اور چھونے کا موقع نہیں ملتا جس کی وجہ سے مستقبل میں کہیں دھوکہ ہو سکتا ہے۔ تفسیری ادب میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۵ جہاں اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربا کو حرام قرار دیا ہے،[26] اس کے ساتھ ساتھ ایک اور آیت ہے جہاں فرمایا گیا ہے کہ اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ مگر تجارت جو آپس کی رضامندی سے ہو۔[27] مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں یہ اصول وضع کیا ہے کہ تجارت میں رضامندی کا ہونا ضروری ہے اور یہ رضامندی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک خریدار کو فروخت ہونے والی چیز کے بارے میں پوری معلومات نہ ہوں۔ چنانچہ ڈیجیٹل دور میں اگر کوئی آن لائن اسٹور صاف شفاف طریقے سے پروڈکٹ کی تمام خصوصیات، نقائص اور شرائط کو واضح کر دے اور خریدار کو واپسی اور رضامندی کا پورا حق دے تو ایسی تجارت درست ہے بصورت دیگر اس میں غرر ہے اور ناجائز ہے۔

سوشل میڈیا پر نکاح وطلاق کے اعلانات کی مثال بھی اہم ہے۔ یہ سوال بڑا اہم ہے کہ کیا فیس بک یا واٹس ایپ پر نکاح پڑھنا اور طلاق کا اعلان کرنا شرعاً درست ہے؟ تفسیری ادب میں سورہ طلاق کی پہلی آیت جہاں اللہ تعالیٰ نے طلاق کے لئے عدت کا حکم دیا ہے اور اس سے پہلے اہل وعیال کو گھروں سے

---

[24] Is Crypto Haram or Halal? Reasons & Opinion of Islamic Scholars
https://aims.education/is-bitcoin-halal-or-bitcoin-haram/

[25] الحجرات 12:49۔

[26] البقرہ 275:2۔

[27] النساء 29:4۔

نکالنے سے منع کیا ہے،[28] مفسرین نے ان احکام سے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ طلاق اور نکاح ایسے سنگین معاملات ہیں جن کے لئے باقاعدہ اور رسمی طریقہ کار لازم ہے تاکہ کوئی غلط فہمی یا جلد بازی نہ ہو۔ لہٰذا صرف سوشل میڈیا پر اعلان کر دینے سے نکاح اور طلاق درست نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے روایتی شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے یعنی نکاح میں دو مسلمان گواہوں کی موجودگی اور ایجاب و قبول اور طلاق میں شوہر کا باقاعدہ اور صاف الفاظ میں کہنا۔

اس بحث سے متعلق ایک اہم مثال مصنوعی ذہانت کے فیصلوں کی شرعی حیثیت کی ہے کہ اگر کوئی روبوٹ یا اے آئی سسٹم کوئی فیصلہ کرتا ہے جس سے نقصان پہنچے تو کون ذمہ دار ہوگا؟ تفسیری ادب میں انسان کی خلافت اور اس کی ذمہ داری کے بارے میں جو اصول ہیں وہ بتاتے ہیں کہ انسان اپنے زیر اختیار ہر چیز کا ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کسی ایسے نظام کو چلایا جس نے نقصان پہنچایا تو وہ انسان ذمہ دار ہوگا نہ کہ مشین۔ یہ اصول سورہ بقرہ کی آیت ۳۰ سے اخذ کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا،[29] اور مفسرین نے خلافت کی ذمہ داریوں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ان عملی مثالوں سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ تفسیری ادب ڈیجیٹل مسائل کے حل کے لئے کوئی دور دراز یا غیر متعلقہ شے نہیں بلکہ وہ بنیادی ماخذ ہے جس سے فقہاء نے ہمیشہ استفادہ کیا ہے اور مستقبل میں بھی کرتے رہیں گے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ڈیجیٹل دور کے فقہاء کو تفسیری ادب کی تربیت دی جائے اور انہیں یہ سکھایا جائے کہ وہ کس طرح تفسیری اصولوں کو جدید مسائل پر منطبق کر سکتے ہیں تاکہ وہ ایسے فتاویٰ جاری کر سکیں جو نہ تو انتہائی سخت ہوں اور نہ انتہائی نرم بلکہ معتدل اور متوازن ہوں اور جو شریعت کی اصل روح کے مطابق ہوں۔

9۔ عصر حاضر کے فقہاء اور مفسرین کے درمیان فاصلہ اور اس کا ازالہ

آج کے دور میں ایک بہت بڑا مسئلہ جو ڈیجیٹل مسائل کے حل کی راہ میں رکاوٹ بنا ہوا ہے وہ ہے فقہاء اور مفسرین کے درمیان بڑھتا ہوا فاصلہ جو دونوں شعبوں کے ماہرین کو ایک دوسرے سے دور لے گیا ہے اور یہ فاصلہ ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید بڑھتا جا رہا ہے۔ جب اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور کو دیکھا جاتا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ وہاں فقیہ اور مفسر میں کوئی تمیز نہیں تھی بلکہ ایک ہی شخصیت ان دونوں کرداروں کو ادا کرتی تھی جیسے امام ابو حنیفہؒ ایک عظیم فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے بہترین مفسر بھی تھے،[30] اور امام شافعیؒ نے بھی اپنی تصانیف میں تفسیری مباحث کو بڑی تفصیل سے پیش کیا ہے۔[31] لیکن جیسے جیسے علوم اسلامی میں تفریق اور تخصص بڑھتا گیا، فقہاء نے فقہی متون پر زیادہ توجہ دینا شروع کر دی اور تفاسیر سے دور ہوتے چلے گئے جبکہ مفسرین نے بھی اپنی توجہ فقہی استنباط سے ہٹا کر محض تفسیری مباحث تک محدود کر دی۔ نتیجتاً آج وہ فقیہ جو قرآن مجید کے اچھے مفسر ہیں بہت کم تعداد میں ملتے ہیں اور جو مفسر ہیں وہ فقہی مسائل کے حل میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ یہ فاصلہ ڈیجیٹل دور میں مزید سنگین ہو گیا ہے کیونکہ ڈیجیٹل مسائل کی پیچیدگی اتنی زیادہ ہے کہ ان کو حل کرنے کے لئے ایک طرف فقہی قواعد کی گہری سمجھ درکار ہے تو دوسری طرف قرآن مجید کی تفسیری بصیرت بھی ناگزیر ہے۔

اس فاصلے کی بنیادی وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ فقہی مدارس کے نصاب میں تفاسیر کو بطور خاص شامل نہیں کیا جاتا بلکہ صرف چند منتخب تفاسیر کے منتخب حصے پڑھائے جاتے ہیں جس سے طلبہ کو تفسیری اسلوب اور اصولوں سے پوری طرح واقفیت نہیں ہو پاتی۔ اسی طرح تفسیر کے مراکز میں بھی

---

[28] الطلاق 65:1۔

[29] البقرہ 2:30۔

[30] ابو الحسن، زید فاروقی، **سوانح امام اعظم** (لاہور: الفارق بک فاؤنڈیشن، 2001ء) ص: 110

[31] وقار اکبر چیمہ، **سید الفقہاء امام شافعیؒ**

https://www.thedeenpost.com/2021/08/150-1-2-3-4-5-6-150-767-7-150-2-152-769.html

فقہی اصولوں کو بطور خاص نہیں پڑھایا جاتا جس کی وجہ سے مفسرین فقہی مسائل کی حساسیت اور باریکیوں سے ناواقف رہتے ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دونوں شعبوں کے ماہرین نے اپنے اپنے حلقوں میں بیٹھ کر دوسرے شعبے کے لئے دلچسپی کھو دی ہے اور ایک دوسرے کے علمی کاموں کو اہمیت دینے کے بجائے اسے غیر ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ ڈیجیٹل دور میں جہاں کچھ فقہاء نے بغیر تفسیری پس منظر کے فتاویٰ جاری کر دیئے ہیں وہیں کچھ مفسرین نے بھی بغیر فقہی اصولوں کے براہ راست قرآن مجید سے احکام نکالنے کی کوشش کی ہے جس سے دونوں طرف سے غیر متوازن اور بعض اوقات متصادم نتائج سامنے آئے ہیں۔ اس فاصلے کے ازالے کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ فقہاء اور مفسرین دونوں کو ایک دوسرے کے شعبوں کی اہمیت کو تسلیم کرنا ہوگا اور یہ سمجھنا ہوگا کہ ڈیجیٹل دور کے پیچیدہ مسائل کا حل کسی ایک کے بس کی بات نہیں بلکہ دونوں کے اشتراک عمل سے ممکن ہے۔

دارالعلوم اور جامعات میں ایسے مشترکہ نصاب ترتیب دیئے جائیں جن میں فقہ کے طلبہ کو تفاسیر کا باقاعدہ مطالعہ کروایا جائے اور تفسیر کے طلبہ کو فقہ کے بنیادی اصولوں سے آشنا کیا جائے تاکہ ایک طالب علم جب فارغ التحصیل ہو تو وہ کم از کم دوسرے شعبے کی بنیادی اصطلاحات اور طریقہ کار سے واقف ہو۔ مشترکہ تحقیقی سیمینار اور ورکشاپس کا انعقاد ہے جہاں فقہاء اور مفسرین اکٹھے بیٹھ کر ڈیجیٹل مسائل پر غور کریں اور ان کے حل کے لئے مشترکہ حکمت عملی وضع کریں۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے ایسے ڈیٹا بیسز اور سافٹ ویئر تیار کیے جائیں جو فقہاء کو تفسیری مواد تک فوری رسائی فراہم کریں اور مفسرین کو فقہی قواعد تک آسان رسائی دیں تاکہ دونوں اپنے کام میں دوسرے کے شعبے سے استفادہ کر سکیں۔ ایک ایسا فقہی نظام وضع کیا جائے جس میں فتاویٰ کی تشکیل کے لئے ایک خاص پروٹوکول ہو جس کے تحت کوئی بھی فتویٰ جاری کرنے سے پہلے تفسیری ادب سے رجوع کرنا لازمی ہو اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی فقیہ بغیر تفسیری پس منظر کے کوئی فتویٰ جاری نہ کرے۔ یہ پروٹوکول ابتداء میں مشکل ضرور لگے گا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ایک ایسا معیار بن جائے گا جس سے ڈیجیٹل فتاویٰ کے معتبر اور بااعتماد ہونے کا ماحول پیدا ہوگا۔ اگر ہم نے اس فاصلے کو ختم کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کی تو آنے والا وقت ہمیں ایسے فتاویٰ دیکھنے پر مجبور کر دے گا جو یا تو انتہائی سخت ہوں گے یا انتہائی نرم اور دونوں ہی صورتوں میں شریعت کی اصل روح سے دور ہوں گے۔ لہٰذا یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ فقہاء اور مفسرین آپس میں مل کر ڈیجیٹل دور کے فقہی مسائل کا حل تلاش کریں اور ایسا حل جو نہ صرف شرعاً درست ہو بلکہ عملی طور پر بھی قابل عمل ہو اور عوام الناس کی مشکلات کو آسان کر سکے۔

10۔ خلاصہ بحث

ڈیجیٹل دور کے فقہی مسائل کا حل تفسیری ادب کی روشنی میں تلاش کرنا ایک اہم اور قابل توجہ علمی موضوع ہے۔ عصر حاضر نے انسانی زندگی میں غیر معمولی اور انقلابی تبدیلیاں پیدا کی ہیں جن کا براہ راست یا بلواسطہ اثر عبادات، معاملات، معیشت، سماجی تعلقات، حدود و تعزیرات اور روزمرہ زندگی کے مختلف شعبہ جات پر مرتب ہوتا ہے۔ اس تناظر میں ایسے فقہی سوالات سامنے آرہے ہیں جو قدیم ادوار میں اس شکل میں موجود نہیں تھے، اس لیے ان کے حل کے لیے نئے فکری اور اجتہادی زاویوں کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ قرآن مجید چونکہ ابدی، آفاقی اور جامع اصولوں پر مشتمل ہے، اس لیے اس کی تفسیری روایت میں ایسے بنیادی قواعد موجود ہیں جو ہر زمانے کے مسائل پر منطبق کیے جاسکتے ہیں۔ مفسرین نے مختلف ادوار میں قرآن مجید کی آیات کی تشریح کرتے ہوئے فقہی، اصولی اور اخلاقی راہ نمائی فراہم کی ہے، جو آج کے ڈیجیٹل مسائل کے حل میں بھی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ امام طبریؒ، امام رازیؒ، امام قرطبیؒ، امام بغویؒ اور امام آلوسیؒ جیسے مفسرین نے اپنی تفاسیر میں جو اصولی مباحث پیش کیے ہیں، وہ محض اپنے زمانے تک محدود نہیں بلکہ ان میں ایسی وسعت پائی جاتی ہے جو نئے حالات پر بھی منطبق ہو سکتی ہے۔

آج کے دور میں کرپٹو کرنسی، ڈیجیٹل پرائیویسی، آن لائن تجارت، سوشل میڈیا کے مالی و معاشرتی اثرات اور مصنوعی ذہانت جیسے مسائل فقہی بحث کا حصہ بن چکے ہیں۔ ان مسائل کا براہ راست ذکر قدیم مصادر میں موجود نہیں، تاہم تفسیری ادب میں موجود عمومی اصول، خصوصاً مقاصد شریعت،

عدل، مصالح عامہ اور ضرر کے ازالے جیسے قواعد ان کے حل کے لیے راہ نمائی فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح جدید مفسرین نے بھی اپنے تفسیری کام میں ان اصولوں کے اطلاق کی طرف توجہ دی ہے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تفسیر محض نظری بحث نہیں بلکہ عملی رہنمائی کا ذریعہ بھی ہے۔ تفسیری ادب کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ مفسرین نے ہمیشہ قرآن مجید کے پیغام کو زمانے کے حالات کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں فقہی انداز استدلال بھی شامل رہا ہے اور اخلاقی و سماجی راہ نمائی بھی۔ اسی لیے تفاسیر کو محض تاریخی یا لسانی ذخیرہ نہیں بلکہ ایک زندہ علمی روایت سمجھا جاتا ہے جو ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ موجودہ انسانی معاشرہ اخلاقی، معاشی اور سماجی بحرانوں سے گزر رہا ہے اور ڈیجیٹل انقلاب نے ان مسائل میں مزید پیچیدگی پیدا کر دی ہے۔ ایسے حالات میں تفسیری ادب ایک ایسا علمی سرمایہ ہے جو ماضی کے تجربے اور اصولی فکر کی روشنی میں موجودہ دور کے مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جدید مفسرین جیسے سید قطبؒ، مولانا مودودیؒ، مولانا امین احسن اصلاحیؒ اور دیگر اہل علم نے بھی قرآن مجید کے اصولوں کو عصر حاضر کے مسائل پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے، جس سے یہ بات مزید واضح ہوتی ہے کہ تفسیری ادب آج بھی راہ نمائی کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ڈیجیٹل دور کے فقہی مسائل کے حل میں تفسیری ادب ایک بنیادی اور ناگزیر حیثیت رکھتا ہے، جو قرآن مجید کے ابدی اصولوں کو جدید حالات پر منطبق کرنے میں راہ نمائی فراہم کرتا ہے اور امت مسلمہ کو متوازن اور مدلل فقہی راستہ دکھاتا ہے۔